www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

محمد طاہر القادری (ایم۔اے)

خلقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ان رسول اللہ کان خلقہ القرآن۔

(ابوداؤد، باب الصلوٰۃ فی اللیل)

مطلق لفظ "خلق" میں حسنِ خلق اور سوءِ خلق دونوں معانی پائے جاتے ہیں، لیکن جب اس کی اضافت نبی اکرمؐ کی ذات والاصفات کی جانب کی جاتی ہے تو یہ لفظ معنی و مراد کے اعتبار سے صرف حسنِ خلق تک محدود رہتا ہے اور اس کے برعکس کا شائبہ تک نہیں رہتا۔ قرآن حکیم کی یہ نصِ صریح اِس امر کی تصدیق و تائید کرتی ہے:

اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ۔ یعنی آپؐ عظیم خلق و کردار کے مالک ہیں۔

حسنِ خلق کا مفہوم:

(۱) حضرت علیؓ:۔ حسن الخلق من ثلث خصال، اجتناب المحارم وطلب الحلال والتوسعة على العيال۔

"حسنِ خلق حرمتوں سے اجتناب، طلبِ حلال اور اہل و عیال پر فراخی کا نام ہے۔"

(۲) امام حسن بصریؒ:۔ حسن الخلق بسط الوجه وبذل الندى وكف الاذى۔

"حسنِ خلق خندہ پیشانی سے پیش آنے، سخاوت کرنے اور نقصان پہنچانے سے بچنے کو کہتے ہیں۔"

(۳) امام غزالیؒ:۔ حسن الخلق هو ارضاء الخلق فی السّراء والضّراء۔

"حسنِ خلق خوشی اور غمی میں خلقِ خدا کو راضی رکھنے کا نام ہے۔"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حسنِ خلق کی فضیلت :

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بکثرت احادیث حسنِ خلق کی اہمیت وفضیلت پر وارد ہوئی ہیں۔ امام غزالیؒ نے "احیاء العلوم الدین" میں اس نوعیت کی کئی احادیث ذکر کی ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال: ما الدین یا رسول اللہ؟ قال: حُسن الخلق۔

"ایک شخص آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: دین کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اچھا خلق"۔

(۲) سئل علیہ السلام ای الاعمال افضل؟ قال: حسن الخلق۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا: کونسا عمل سب سے بہتر ہے؟ فرمایا: اچھا خلق"۔

(۳) والذی نفسی بیدہٖ لا یدخل الجنۃ الا حَسَن الاخلاق۔

"آنحضرتؐ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، صرف اچھے اخلاق کا مالک جنت میں داخل ہوگا"۔

(۴) ان اللہ یحب معالی الاخلاق۔

"اللہ تعالیٰ اعلیٰ اخلاق کو ہی پسند فرماتا ہے"۔

(۵) حسن الخلق من خصال اھل الجنۃ۔

"اچھا خلق جنتی لوگوں کی صفات سے ہے"۔

(۶) احسنکم ایمانا احسنکم اخلاقا۔

"تم میں سے بہترین ایمان دار اچھے اخلاق والا شخص ہی ہو سکتا ہے"۔

قرآنِ حکیم اور خلقِ نبویؐ :

قرآن کا فیصلہ ناطق اور برہانِ قاطع ہوتا ہے۔ اس کی نص ہر تصور کو اساسِ حتمیت وقطعیت مہیا کرتی ہے۔ اس لیے سب سے پہلے قرآن نے ہی خلقِ نبویؐ کی شہادت کفار ومشرکینِ مکہ کے جمِ غفیر میں چیلنج کی صورت میں دی۔ وہ شہادت یہ تھی :

فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

"میں نے تم میں آج سے قبل بھی عمر کا ایک حصہ بسر کیا ہے، پھر تم کیوں عقل وفکر سے کام نہیں لیتے ہو!"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مخالفین کے عظیم اجتماع میں کوئی معمولی چیلنج نہ تھا۔ حضورؐ کی ۴۰ سالہ حیاتِ طیبہ جو بچپن، لڑکپن، نوجوانی، جوانی اور پختہ عمری کی تمام منازل پر مشتمل تھی، ایک صفحۂ قرطاس کی مانند ہر ایک کے سامنے تھی۔ ہر فرد کو انگلی اٹھانے کی کھلی دعوت تھی۔ پھر حضورؐ نے یہ چالیس برس کسی گوشۂ تنہائی میں بسر نہیں کیے تھے کہ آپؐ کی سیرت و کردار پردۂ گمنامی میں ہو۔ حضورؐ کی زندگی کا ہر پہلو خواہ وہ تدبیرِ منزل سے متعلق ہو یا سیاستِ مُدن سے اپنوں اور بیگانوں کے سامنے تھا۔ حربِ فجار اور حلف الفضول میں شرکت، سفرہائے تجارت، عائلی و معاشرتی اُمور سے دلچسپی، شہری و قومی مسائل سے عملی تعلق اور لوگوں سے عام لین دین۔ الغرض یہ وہ معاملات تھے جن سے آپؐ کو واسطہ رہا۔ اور پھر یہ عرصہ بھی کوئی کم نہ تھا۔ ماہرینِ نفسیات کی رائے ہے کہ انسانی شخصیت کا ہر پہلو تقریباً ۴۰ برس کی عمر تک تکمیل پذیر ہو چکا ہوتا ہے اور تمام انسانی محاسن یا معائب اس دور کے اواخر تک منصّۂ شہود پر آجاتے ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں اگر اس چیلنج کی اہمیت کا اندازہ لگایا جائے تو ہر صاحبِ عقل اس حقیقت کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے گا کہ اس قدر اخلاقی وثوق و اعتماد صرف اسی تاجدارِ عرب و عجم کا ہی نصیب تھا جس نے بزبانِ قرآن پہاڑ کی چوٹی پر اپنے خلقِ عظیم کی شہادت پیش کی اور ابوسفیانؓ جس کی تصدیق واشگاف الفاظ میں (مذہبی عناد کے باوجود) قیصرِ روم کے دربار میں کیے بغیر نہ رہ سکا۔

اس پہلی قرآنی شہادت کے بعد متعدد مقامات پر خلقِ نبویؐ کی تعریف مختلف انداز سے کی گئی ہے۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:

(۱) إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (ن)

"بے شک، آپؐ خلقِ عظیم کے مالک ہیں۔"

(۲) لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ (توبہ)

"تمہارے پاس تمہی میں سے رسول پہنچا جس پر وہ چیز شاق گزرتی ہے جو تمہیں مشقت میں ڈال دے، تمہاری نگہبانی کرتا اور مومنوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی رکھتا ہے۔"

(۳) فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ (آل عمران)

"کرمِ الٰہی کی بدولت تیرا معاملہ ان سے نرمی کا ہے اور اگر تو ان کے لیے سخت دل ہوتا تو یہ لوگ تیرے ماحول سے بھاگتے۔"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(۴) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

"تمہارے لیے رسول اللہؐ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔"

(۵) اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں کے ان کی جانوں سے زیادہ دوست ہیں۔"

(۶) وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

"ہم نے تو تجھے (اے حبیبؐ!) سب جہانوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔"

نبی اکرمؐ کے اخلاقی محاسن

اگر سیرتِ نبوی کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے خلق عظیم کے لاتعداد پہلو سامنے آتے ہیں اور حقیقت یہ ہے ان کا احاطہ تو درکنار کما حقہٗ ادراک بھی انسانی استعداد سے ماوراء ہے۔ آپؐ کی ذاتِ طیبہ میں اخلاقی مکارم و محاسن منتہائے کمال پر نظر آتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ غایاتِ بعثتِ محمدیؐ میں سے ایک غایتِ جلیلہ یہ بھی تھی جس کی طرف خود آپؐ نے اشارہ فرمایا ہے: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (میں اعلیٰ اخلاق کی تکمیل کے لیے مبعوث ہوا ہوں)۔

اب ہم خلق نبویؐ کے چند پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں:

(۱) سادگی و بے تکلفی:

حضورؐ کی ذاتِ اقدس سادگی کا نمونۂ کامل تھی۔ آپؐ کی اس خصوصیت کو تین پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے:۔

ا۔ غذا کی سادگی ـــــ آپؐ مرغن غذائیں تناول نہ فرماتے بلکہ سادہ اور غریبانہ غذا پسند فرماتے:

"ما اكل خبزا مرققا ولا شاة مسموطة حتى لقي الله" (بخاری) "آپؐ نے باریک آٹے کی روٹی اور بھنی ہوئی مچھلی نہیں کھائی یہاں تک کہ دنیا سے کوچ کیا۔"

ب۔ لباس کی سادگی ـــــ آپؐ کا لباس سادہ ہوتا۔ قیمتی ملبوسات زیبِ تن نہ فرماتے تھے:۔

كان رسول الله يلبس ثيابا من صوف (شمائل ترمذی، سفر السعادۃ) "آنحضرتؐ موٹی اور کھردری اون کا لباس پہنتے تھے۔"

ج۔ مزاج کی سادگی ـــــ آپؐ کی عادات اور مزاج میں تکلف و تصنع کا نام تک نہ تھا اور نہ ہی خود پسندی کا شائبہ تھا بلکہ طبعاً سادہ مزاج تھے۔ ملاحظہ ہو:

كان رسول الله يركب حمارا۔ (بخاری ومسلم)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"آپؐ گدھے کی سواری کرتے تھے۔"

اور كان يرعى الغنم في مكة - (بخاری)

"مکہ مکرمہ میں آپؐ بکریاں چراتے تھے۔"

حضورؐ اپنا ہر کام خود اپنے ہاتھوں سے کر لیا کرتے اور اس میں قطعاً عار محسوس نہ کرتے تھے۔

(۲) استقلال و مداومت :

قرآن حکیم نے انبیاء علیہم السلام کی نسبت اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ کہا ہے اور حضورؐ کی ذات میں چونکہ تمام اوصاف و کمالات نہ صرف جمع تھے بلکہ رفعت و بلندی کی آخری حد پر تھے، اس لیے آپؐ جیسے عزم و استقلال اور مداومتِ عمل کی مثال کسی نبی میں بھی نہیں مل سکتی۔ مکی دَور کے مصائب و آلام اور مشکلات و تکالیف کے باوجود آپؐ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش کا پیدا نہ ہونا اس امر کا بیّن ثبوت ہے۔ عزم و استقلال اور مداومتِ عمل کی نسبت حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ملاحظہ ہو :

ايكم يستطيع ما كان النبیؐ يستطيع - (بخاری، کتاب الرقاق)

"جو آنحضرتؐ کر سکتے تھے تم میں سے کون کر سکتا ہے؟"

دوسری روایت میں ہے :

وكان اذا عمل عملا اثبته - (بخاری، کتاب الادب - ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ)

"آنحضرتؐ جب کوئی کام کرتے نہایت پابندی سے کرتے۔"

حضورؐ کا اپنا ارشاد اس ضمن میں قابلِ غور ہے :

ان احب العمل الى الله ادومه - (بخاری و ابوداؤد)

"اللہ کے نزدیک محبوب ترین عمل وہ ہے جس پر ہمیشگی کی جائے۔"

(۳) نفع بخشی و فیض رسانی :

نفع بخشی و فیض رسانی کی نسبت نبی اکرمؐ نے خود یہ ارشاد فرمایا تھا :

الخلق كلهم عيال الله احبهم اليه انفعهم -

"مخلوق ساری اللہ تعالیٰ کے عیال ہیں اور ان میں سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچانے والا اللہ کو بہت پیارا ہے۔"

حضورؐ کا عملِ مبارک اپنے قول سے مطابقت رکھتا تھا۔ اس سے بڑھ کر اور واضح دلیل کیا ہو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

سکتی ہے کہ قرآن یہ اعلان کر رہا ہے :

وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۔

"ہم نے تجھے تنگ دست پایا پس غنی بنا دیا"

لیکن غنی ہونے کے باوجود گھر سے فاقہ ختم نہیں ہوتا تھا ۔ آپؐ نے معاشرے کے غرباء و مساکین کے معاشی تعطّل کو رفع کرنے کے لیے اپنے اوپر فقرِ اختیاری لازم فرما لیا تھا ۔

دنیا کی کوئی ہستی یہ مثال پیش نہیں کر سکتی کہ وہ خود تو تین تین دن کا فاقہ کرے مگر دوسروں کی بھوک برداشت نہ کر سکے ۔ یہ نمونہ صرف پیغمبرِ اسلامؐ ہی دنیا کے سامنے پیش کر سکتے تھے ۔

حدیث میں آتا ہے :

من ترك دَينًا فعلىّ قضاؤهٗ ومن ترك مالًا فلوَرثته ۔ (بخاری)

"جس پر قرض ہو وہ میرے ذمہ ہوگا اور جو مال چھوڑے وہ اس کے ورثاء کا"

اور جب آپؐ کا وصال ہوا تو یہ حالت تھی :

ما ترك دينارًا ولا درهمًا ولا شاةً ولا بعيرًا ولا اوصٰى بشيءٍ ۔

"آپؐ نے اپنے پیچھے نہ درہم دینار اور نہ ہی بکری اونٹ چھوڑا اور کسی کے حق میں وصیت بھی نہیں کی"

وجہ یہ تھی کہ آپؐ نے خود کو مال و دولت کا مالک نہیں بلکہ "قاسم" تصور کر لیا تھا :

انما انا قاسم واللّٰه یعطی ۔ (بخاری)

"دہندہ تو اللہ ہے میں تو صرف تقسیم کنندہ ہوں"

عدل پسندی و منصف مزاجی :

آپؐ کے عدل کے بھی دو پہلو ہیں :

(۱) عدل بین الناس ۔ (۲) عدل بین الازواج ۔

عدل بین الناس کی مثال اس واقعہ سے معلوم ہو جاتی ہے جو "امرأۃ مخزومیہ" کی چوری کے ضمن میں پیش آیا اور حضورؐ نے اُسامہ بن زیدؓ کو جو سفارش کرنے آئے تھے فرمایا :

لو كانت فاطمة بنت محمدٍؐ لقطعت يدها ۔ (بخاری)

"اگر (بنو مخزوم کی فاطمہ کی جگہ) فاطمہؓ محمدؐ کی بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹتا"

اور عدل بین الازواج کی حقیقت اس روایت سے نمایاں ہو جاتی ہے :

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کان اذا اراد سفرًا اقرع بین نسائہ۔

"جب سفر کا ارادہ کرتے تو بیبیوں میں سے رفیقِ سفر کا انتخاب قرعہ سے کرتے۔"

حالانکہ امت کے برعکس آپؐ پر عدل بین النساء واجب نہیں تھا، یعنی یہ رخصت آپؐ کا خاصہ ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بڑھ کر اور بیّن ثبوت کیا ہو سکتا ہے خود زوجۂ رسولؐ حضرت عائشہ صدیقہ رض صحابہؓ کے استفسار پر فرما رہی ہیں:

إن رسول الله كان خلقه القرآن (ابوداؤد)

"رسول اللہ کا خلق قرآن تھا۔"

(۵) حُسنِ سلوک:

نبی اکرمؐ میں شفقت و احسان کا پہلو غالب تھا۔ اور اس وصف کا بیان قرآن بارہا کر چکا ہے۔ بخاری میں مذکور آپؐ کی رحمت و رأفت اور محبت و شفقت کی نسبت ایک روایت ملاحظہ ہو:

کان رسول اللہ رحیما رفیقا۔ (بخاری)

"آپؐ رحم دل نرم مزاج تھے۔"

آپؐ کا حسنِ سلوک چھوٹوں سے شفقت کی صورت میں بڑوں سے عزت کی صورت میں اور کفار سے عفو و احسان کی صورت میں ہوتا تھا۔ آپؐ کی رحمت و عنایت نہ صرف عالمِ انس بلکہ جن و حیوانات کے لیے بھی عام تھی۔ کیونکہ آپؐ تمام کائنات کے لیے سراپا رحمت بن کر مبعوث ہوئے تھے۔ قرآن کی یہ آیت اس امر کی صراحت کرتی ہے:

وَمَآ أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔

"ہم نے تو تجھے سب جہانوں کے لیے سراپا رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

آپؐ کی تعلیم ہی یہی تھی:

لاتباغضوا ولاتحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ (بخاری)

"آپس میں بغض نہ رکھو اور نہ حسد کرو اور پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو۔"

اور ـــــ لایؤمن احدکم حتی یحب للناس ما یحب لنفسہ۔ (مسند احمد بن حنبل رحمہ اللہ)

"تم سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگوں کے لیے وہی کچھ نہ چاہے جو

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اپنے لیے چاہتا ہے۔"

(۶) عیادت و تعزیت:

سنن نسائی "باب التکبیر علی الجنازہ" میں ہے:

کان عند النبیؐ احسن شیئ عیادۃ المریض۔

"نبیؐ کے نزدیک مریض کی عیادت بہترین عمل تھا۔"

عیادت و تعزیت میں آپؐ دوست دشمن اور مومن و کافر میں تفریق نہیں فرماتے تھے۔

امام غزالیؒ "احیاء العلوم الدین" میں حضورؐ کی نسبت فرماتے ہیں:

کان یعود المریض و یتبع الجنازۃ۔

"آپؐ بیماروں کی عیادت کرتے اور جنازوں کے ساتھ جاتے تھے۔"

(۷) زہد و تقویٰ:

زہد و تقویٰ میں بھی حضورؐ کی شخصیت منفرد و ممتاز تھی۔ آپؐ خود فرماتے ہیں:

ان اتقٰکم و اعلمکم باللہ انا۔ (بخاری و مسلم)

"تم میں کا پرہیزگار اور سب سے زیادہ عالم میں ہوں۔"

حضورؐ قیامِ لیل میں اتنی کثرت فرماتے تھے کہ پاؤں پر ورم آجاتا اور صحابہؓ کے استفسار پر فرماتے:

افلا اکون عبداً شکوراً۔

"کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔"

آپؐ کا ایک ارشاد نماز کی نسبت قابلِ ذکر ہے:

جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ۔ (نسائی)

"میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔"

(۸) شرم و حیاء:

صحاح ستہ میں ایسی روایات بکثرت وارد ہوئی ہیں جن میں مذکور ہے کہ حضورؐ دوشیزہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ آپؐ کے لبِ مبارک تبسم کے علاوہ کبھی خندہ و قہقہہ سے آشنا نہیں ہوئے۔

اگر محفل میں کوئی بات ناگوار ہوتی تو زبان سے کچھ نہ فرماتے۔ چہرۂ انور کے آثار سے آپؐ کی ناگواریٔ طبع نمایاں ہو جاتی تھی۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

(۹) عفو و حلم :

اس وصفِ مبارکہ میں بھی کئی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ امام غزالیؒ نے انھیں ایک مقام پہ جمع کر دیا ہے۔ چند ایک ملاحظہ ہوں :-

کان احلم الناس وارغبهم فی العفو مع القدرة۔

"آپؐ نہایت حلیم الطبع اور طاقت کے باوجود معافی میں رغبت رکھتے تھے۔"

اس کا سبب قرآن حکیم کا یہ ارشاد تھا :

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

"(اے نبیؐ) انھیں معاف کر دے، ان سے درگزر کر، اللہ تعالیٰ احسان کرنے والے کو دوست رکھتے ہیں۔" —— اور

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ۔

"(متقی) غصّہ کو پی جانے والے اور لوگوں کی کوتاہیاں معاف کر دینے والے ہوتے ہیں۔"

اس کا عملی مظاہرہ حضورؐ ساری زندگی ہی فرماتے رہے۔ فتح مکہ کے موقع پر جس کمال عفو و درگزر کا مظاہرہ ہوا اس کی مثال تاریخِ انسانی کا کوئی انقلاب پیش نہیں کر سکتا :

لاتثريب عليكم اليوم اذهبوا فانتم الطلقاء۔

"آج تم پر کوئی ملامت نہیں، جاؤ! تم آزاد ہو۔"

(۱۰) جراءت و شجاعت :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں مصائب و خطرات اور بیسیوں معرکے اور غزوات پیش آئے لیکن کبھی شجاعت و پامردی کے قدم میں تزلزل واقع نہیں ہوا۔

امام غزالیؒ روایت کرتے ہیں :

کان انجد الناس واشجعهم۔

"آپ نہایت سخی اور دلیر تھے۔"

غزوۂ اُحد اور غزوۂ حنین کے واقعات اس حقیقت پر شاہد عادل ہیں۔ غزوۂ حنین میں جب کفار حملہ آور ہوئے تو حضورؐ سواری سے اتر آئے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے :

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب (بخاری)

"میں نبی ہوں، جھوٹا نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مدینہ پر حملہ کی افواہ پھیلی تو حضورؐ دفاع کے لیے سب سے آگے اکیلے ہی پہنچ گئے۔

حضورؐ میں آخر یہ جرأت و شجاعت کیوں نہ ہوتی جبکہ خود خدا تعالیٰ کا ارشاد تھا:

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ۔

"اللہ تعالیٰ لوگوں سے آپؐ کی حفاظت فرمائیں گے۔"

(۱۱) تواضع و انکساری:

كان اشد الناس تواضعاً في علو منصبه۔ (حدیث)

"آپؐ علوِّ منصبی کے باوجود نہایت متواضع تھے۔"

کسرِ نفسی اور تواضع کی انتہا یہ تھی کہ حضورؐ اپنی نسبت جائز تعظیمی الفاظ بھی پسند نہ فرماتے تھے ایک دفعہ کسی شخص نے آپؐ کو یا خیر البریۃ (مخلوق کے بہترین) کہہ کر مخاطب کیا۔ آپؐ نے فرمایا "وہ ابراہیمؑ تھے۔" (مسلم)

حضورؐ نے صحابہ کرام سے فرمایا: لا تخیرونی علی موسٰی (بخاری) "مجھے موسٰیؑ پر ترجیح نہ دو۔"

اسی طرح بخاری مسلم میں (متفق علیہ) روایت ہے کہ آپؐ عجز و تواضع کی بنا پر انما انا بشر مثلکم "میں تمہاری ہی طرح کا آدمی ہوں" فرمایا کرتے۔ آپؐ نے اُمت کو بھی یہی تعلیم دی اور کسی کے سامنے مدّاحی کو ناپسند فرمایا: اذا رأیتم المداحین فاحثوا فی وجوھھم التراب۔ (ابوداؤد) "جب تم بہت مدح سرائی کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے چہروں پر مٹی پھینک دو۔" یعنی ان کو اہمیت نہ دو اور ان کے منہ بند کر دو۔

اور منشاء ایزدی بھی یہی ہے: وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ (حدید) "اللہ تعالیٰ ہر اکڑنے والے فخر پسند سے نفرت کرتا ہے۔"

(۱۲) راست گفتاری اور ایفائے عہد:

حضورؐ نے اپنی اُمت کو ان اُمور کی تعلیم مثبت و منفی دونوں انداز سے دی تھی۔

مثبت انداز یہ تھا:

علیکم بالصدق وایاکم والکذب۔ (حدیث)

"سچ کو لازم پکڑو اور جھوٹ سے دُور رہو۔"

اور عائشہؓ کی روایت: حسن العھد من الایمان "ایفائے عہد کرنا ایمان سے ہے"

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

منفی انداز یہ تھا:

ثلث من کن فیہ کان منافقاً: اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا خاصم فجر۔ (حدیث)

"جس شخص میں تین خصلتیں پائی جائیں وہ منافق ہوتا ہے: بات کرے تو جھوٹی، وعدہ کرے تو خلاف کرے اور جب جھگڑے تو بکواس کرے۔"

جہاں تک حضورؐ کے اپنے عمل مبارک کا تعلق ہے آپؐ کی ان خوبیوں کا اعتراف مخالفین بھی کرتے تھے۔ آپؐ کے دعوائے نبوت کی تردید و انکار میں کفار نے آپؐ کو ساحر کہا، کاہن کہا، شاعر کہا، مجنون کہا، مگر سیرت و تاریخ کی کتب شاہد ہیں کہ کسی کو اتہام کذب کی جرأت نہیں ہوئی۔ حیرت ہے کہ ابوجہل یہ کہا کرتا تھا: "محمدؐ! میں تم کو کاذب نہیں کہتا مگر جو کچھ تم کہتے ہو میں اس کو صحیح نہیں مانتا۔" (جامع ترمذی، تفسیر انعام)۔

سیرت ابن ہشام میں مذکور ہے کہ ابوسفیانؓ نے قیصر روم کے دربار میں حضورؐ کی راست گفتاری اور ایفائے عہد کی شہادت دی۔

مندرجہ بالا اخلاقی محاسن کے علاوہ نظافت پسندی، مہمان نوازی، لطفِ طبع، جود و سخا، ایثار و قربانی، الغرض ہزاروں ایسے پہلو ہیں جن کو علمائے کرام سِیَر و فضائل کی کتب میں درج کرتے رہے ہیں۔ میں اپنا سلسلۂ کلام حضرت حسانؓ بن ثابت کی اِس رباعی پر ختم کرتا ہوں: ؎

واجمل منک لم ترقط عین ۔۔۔ واحسن منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب ۔۔۔ کانک قد خلقت کما تشاء

"آپؐ سے زیادہ حسین صورت آج تک آنکھ نے نہیں دیکھا، آپؐ سے زیادہ خوبصورت تو عورتوں نے جنا ہی نہیں، آپؐ تو ہر نقص و عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں گویا کہ جیسے آپؐ نے چاہا اللہ نے بنا دیا۔" اللہ تعالیٰ ہمیں آپؐ کی خوبیوں کو اپنانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

معذرت: یوں تو ہم گذشتہ آٹھ ماہ سے مختلف حادثات کے سبب "محدث" کی تیاری و اشاعت کے لئے سکون نہ پاتے ہیں لیکن اس دفعہ ایک نئے قسم کے حادثہ نے محدث، غیر معمولی تاخیر کا شکار رہا ہے وہ یہ کہ کتابت کے لئے دردِ وقعہ دور دراز سفر کرنے کے باوجود جب پرچہ بالکل مکمل ہو گیا تو کچھ کاپیاں راستہ میں گر گئیں لہٰذا اس کی تلافی دوہری محنت اور ذہنی پریشانی سے کرنی پڑی۔ اس مزید تاخیر پر ہم قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ